# نیکیوں کا موسم بہار............!

ابن الحسن عباسی

ماہ رمضان کی آمد آمد ہے، یہ روحانیت اور نیکیوں کے موسم بہار کا مہینہ ہے، اس میں گناہ جھڑتے اور خیر و بھلائی کی تازہ کونپلیں پھوٹتی ہیں، مغفرت کی ہوائیں چلتی اور رحمت کی پھوار برستی ہے، نفسانی خواہشات پر قابو پانے کی مشق کرائی جاتی ہے اور روحانی آلائشوں کی صفائی اور ٹوننگ ہوتی ہے، بھلائی کی قوت اور استعداد منجھ کر نکھرتی ہے، یہ آخرت کی کمائی اور نیکیاں سمیٹنے کا خاص سیزن ہوتا ہے، نوافل پر فرض کا اجر ملتا ہے اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ ماہ رمضان کو اللہ کے کلام سے خاص مناسبت ہے، تمام آسمانی کتابیں اسی ماہ میں نازل ہوئی ہیں، امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں حضرت واثلہ ابن اسقع سے روایت نقل کی ہے کہ صحائف ابراہیمی پہلے رمضان، تورات چھ رمضان، انجیل تیرہ رمضان، زبور بارہ رمضان اور قرآن کریم چوبیس رمضان کو نازل ہوا۔ قرآن کریم کی مشک بو تلاوت سے صرف عالم اسلام ہی نہیں، ساری دنیا گونجنے لگتی ہے، کیا دشت و کہسار اور کیا شہر و دیہات...... اللہ کے مقدس کلام کی خوشبو سے ساری کائنات معطر معطر رہنے لگتی ہے۔

حضورؐ نے فرمایا یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ ہمدردی اور غم خواری کا مہینہ ہے...... صبر سے مراد نفسانی خواہشات کو دبانا اور بھوک و پیاس کی مشقت کو برداشت کرنا ہے، طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک مؤمنین مخصوص صبر کے یہ مراحل طے کرتے ہیں...... خود انسان بھوک و پیاس کی تکلیف سہتا ہے، تب مستقل فاقہ کرنے والوں کے درد کا احساس جاگتا ہے، ضعیفوں کی بے بسی اور محتاجوں کے غم کی کسک محسوس ہونے لگتی ہے، یوں ہمدردی اور غم خواری کا اخلاقی وصف دلوں میں پیدا اور بیدار ہو جاتا ہے، اس لیے اسے غم خواری کا مہینہ کہا گیا...... اس ماہ مبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا عشرہ آتش دوزخ سے آزادی کا ہے۔

اسی ماہ میں ان گنت برکتوں اور بے شمار رحمتوں والی رات ''لیلۃ القدر'' آتی ہے، جس کی فضیلت واہمیت سے متعلق قرآن کریم میں پوری ایک سورۃ نازل ہوئی اور جسے ہزار مہینوں سے بہتر قرار دیا گیا۔ ہزار مہینوں میں تقریباً تیس ہزار راتیں اور تراسی سال آتے ہیں...... بہتر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت پر فائق ہے، اس میں قرب الٰہی کی جتنی منزلیں طے ہو سکتی ہیں، دوسری ہزاروں راتوں میں بھی طے نہیں ہو سکتیں...... اس قدر ومنزلت اور برکت وعظمت والی رات کی تاریخ کی تعیین نہیں کی گئی لیکن اکثر روایتوں میں ہے کہ یہ رمضان کے آخری عشرہ کی کوئی رات ہے اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کا قول نقل کیا کہ شب قدر رمضان کے آخری حصے کی طاق راتوں میں تلاش کرو یعنی اکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں اور انتیسویں رات میں سے کوئی ایک لیلۃ القدر ہو سکتی ہے۔

یہ دریائے رحمت کے جوش اور انوار و برکات کے شباب کا عشرہ ہوتا ہے، اسی میں اعتکاف کی سنت پر عمل ہوتا ہے، حضورؐ ویسے تو سارے رمضان میں سراپا بندگی اور محو عبادت و تلاوت ہوتے لیکن آخری عشرے کے بارے میں حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں ''شد میزرہ، وأحیی لیلہ، وأیقظ أھلہ'' ''آپؐ کمر کس لیتے، اپنی راتیں زندہ کرتے اور گھر والوں کو بھی (عبادت اور رحمتیں سمیٹنے کے لیے) جگاتے''...... یہی وہ مہینہ ہے جس میں ہر رات اللہ کا منادی پکارتا ہے...... ''یا باغی

الخير أقبل، ويا باغي الشر أقصر...... ''اے خیر و نیکی کے متلاشی! آگے بڑھ اور اے شر و بدی کے خواہش مند! رک جا......

اس ماہ سجائی گئی جنتوں کے دروازے کھلتے اور جہنم کے دروازے بند ہوتے ہیں، بڑے شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے اور یوں نفسانی حربوں کی اندھیر نگری میں سچی حقیقتوں کے روزن وا ہوتے ہیں اور نفس کو پچھاڑنا آسان ہو جاتا ہے، اس ماہ کے اعمال، اس کی روحانیت، اس کا پرنور ماحول اور اس کی بابرکت فضا، تقویٰ اور باطنی پاکیزگی کی مسافتیں طے کرانے میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، اس کے لمحے دنوں پر اور اس کے دن برسوں پر بھاری ہیں، قرآن کریم نے ''لعلكم تتقون'' (شاید تم پرہیزگار بن جاؤ) کہہ کر اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے...... آج عالم اسلام کے رستے زخموں کا ایک سبب عام مسلمان کا گناہوں میں غرق ہونا اور اللہ کی نافرمانیوں کی دلدل میں پھنسنا بھی ہے، مسلمان اگر صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں، ان کی زندگیوں میں اسلامی اعمال کا نور آجائے، وہ ایمان کے عملی تقاضوں کو واقعتاً پورا کرنا شروع کر دیں اور وہ غفلت کے اندھیاروں میں اسوۂ نبویہ کے موافق عمل صالح کا چراغ روشن کر دیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ صنعت و معیشت اور وسائل و اسباب کی قلت کے باوجود زوال و انحطاط کی پستیوں سے نہ نکل سکیں، انہیں ان کا کھویا ہوا مقام مل سکتا ہے، ان کا خوف، امن سے، ان کی مرعوبیت، رعب سے اور ان کا زوال و ادبار، ترقی و اقبال سے بدل سکتا ہے کہ یہ قرآنی وعدہ ہے اور قرآن کا وعدہ کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ ماہ مبارک میں رحمت الٰہی کو انتظار رہتا ہے کہ کسی عاصی، کسی نافرمان اور کسی بھی روسیاہ ظالم کی زبان سے بخشش کا نالہ بلند ہو، دل سے آہ اٹھے تو اس کا دامن مرادوں سے بھر دیا جائے اور اسے بخشے ہوئے بندوں کی فہرست میں شامل کر دیا جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بندہ میرے لیے روزہ رکھتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا''...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جود و سخا کے پیکر تھے، تاہم اس ماہ آپ کی جود و سخا عروج پر ہوتی، صحیح بخاری کی حدیث میں ہے ''كان أجود من الريح المرسلة'' ''ماہ رمضان میں آپ چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے۔''...... اس ماہ مومن کے رزق میں اضافہ کر دیا جاتا ہے، افطاری کے دسترخوان پر وہ دنیا جہاں کی نعمتیں پاتا ہے، وہ کھاتا بھی ہے اور کھلاتا بھی، اور یہ کھانا کھلانا دونوں باعث اجر...... کوئی کسی روزہ دار کو صرف پانی اور کھجور ہی سے افطار کیوں نہ کرا دے، افطار کرانے والا ایک روزہ کے اجر کا مستحق قرار پاتا ہے۔ نیکیوں کے اس موسم گل رنگ سے فائدہ اٹھانے کی بڑی ترغیب دی گئی، اگر کوئی بے نوا، اس ماہ بھی معاصی سے باز نہ آئے، رحمتوں کی یہ فصل بہار اس کے دامن میں اجالا نہ کر سکے اور ان بابرکت ایام میں بھی وہ اپنے کرتوتوں کی سیاہ روش تیاگنے پر تیار نہ ہو...... ماہ مبارک گذر جائے لیکن رحمت کے دامن سے چمٹ کر وہ اپنے لیے مغفرت کا پروانہ حاصل نہ کر سکے تو افسوس ہے ایسے شخص کی بدبختی اور شقاوت پر...... حضرت جبریل علیہ السلام نے ایسے نامراد کی تباہی اور بربادی کی بددعا فرمائی اور زبان رسالت نے اس پر ''آمین'' کہا۔

اہل دل، اس ماہ کے ایک ایک لمحہ کی قدر کرتے ہیں، ان کے لیل و نہار میں آہوں کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے اور ان کے اشکِ ندامت دل کی کدورتوں کو بہاتے دکھائی دیتے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کا ماہ رمضان میں ۶۱ قرآن کریم ختم کرنے کا اور امام شافعیؒ کا ساٹھ بار ختم کرنے کا معمول تھا، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ تیس مرتبہ ختم کرتے تھے اور روزانہ دس پندرہ پارے پڑھنا تو عام مشائخ کا معمول رہا ہے کہ رمضان نزول قرآن کی سالگرہ اور کلام الٰہی کے جشن عام کا مہینہ ہے......

بلاشبہ مومن کے لیے اس ماہ کا ہر روز، روز عید اور ہر شب، شب قدر ہے، کیا ہے کوئی قدر دان؟ ☆☆☆